قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 30 جون 2020ء | 08 ذوالقعدہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 156

## ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا

اِنَّکَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا

(الاسراء 38)

ترجمہ: اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ تُو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور نہ قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک پہنچ سکتا ہے۔

## فرمانِ رسول ﷺ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں نہیں داخل ہونے دے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، جوتی اچھی ہو اور خوبصورت لگے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے، یعنی خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے، لوگوں کو ذلیل سمجھے، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

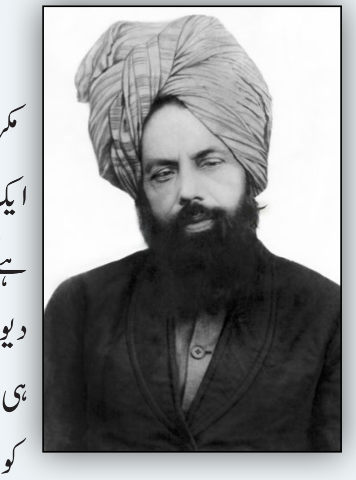

’’مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ **تکبر سے بچو** کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو کہ مَیں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اُس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اُس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اُس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اُس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اُس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مُرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔‘‘ (نزول المسیح۔ روحانی خزائن۔ جلد 18۔ صفحہ 402، 403)

## فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

انسان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ کس بات کی اکڑفوں ہے۔ بعض لوگ کنویں کے مینڈک ہوتے ہیں، اپنے دائرہ سے باہر نکلنا نہیں چاہتے۔ اور وہیں بیٹھے سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم بڑی چیز ہیں۔ اس کی مثال اس وقت مَیں ایک چھوٹے سے چھوٹے دائرے کی دیتا ہوں، جو ایک گھریلو معاشرے کا دائرہ ہے، آپ کے گھر کا ماحول ہے۔ بعض مرد اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کر رہے ہوتے ہیں کہ روح کانپ جاتی ہے۔ بعض بچیاں لکھتی ہیں کہ ہم بچپن سے اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور اب ہم سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہمارے باپ نے ہماری ماں کے ساتھ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ ظلم کا رویہ رکھا ہے۔ باپ کے گھر میں داخل ہوتے ہی ہم سہم کر اپنے کمروں میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی باپ کے سامنے ہماری ماں نے یا ہم نے کوئی بات کہہ دی جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو تو ایسا ظالم باپ ہے کہ سب کی شامت آجاتی ہے۔ تو یہ تکبر ہی ہے جس نے ایسے باپوں کو اس انتہا تک پہنچا دیا ہے اور اکثر ایسے لوگوں نے اپنا رویّہ باہر ایسا رکھا ہوتا ہے، بڑا اچھا رویہ ہوتا ہے ان کا اور لوگ باہر سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ان جیسا شریف انسان ہی کوئی نہیں ہے۔ اور باہر کی گواہی ان کے حق میں ہوتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو گھر کے اندر اور باہر ایک جیسا رویہ اپنائے ہوئے ہوتے ہیں ان کا تو ظاہر ہو جاتا ہے سب کچھ۔ تو ایسے بد خُلق اور متکبر لوگوں کے بچے بھی، خاص طور پر لڑکے جب جوان ہوتے ہیں تو اس ظلم کے ردّ عمل کے طور پر جو انہوں نے ان بچوں کی ماں یا بہن یا ان سے خود کیا ہوتا ہے، ایسے بچے پھر باپوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت میں جا کر جب باپ اپنی کمزوری کی عمر کو پہنچتا ہے تو اس سے خاص طور پر بدلے لیتے ہیں۔ تو اس طرح ایسے متکبرانہ ذہن کے مالکوں کی اپنے دائرہ اختیار میں مثالیں ملتی رہتی ہیں مختلف دائرے ہیں معاشرے کے۔ ایک گھر کا دائرہ اور اس سے باہر ماحول کا دائرہ۔ اپنے اپنے دائرے میں اگر جائزہ بقیہ صفحہ 2 پر

## اس شمارہ میں

- لاریب خلافت سے عبادت ہے عبادت (منظوم)
- اسلام اور نسلی تفاخر
- تبرکات: بھائیو! اپنے مستقبل پر نظر رکھو اور اپنی اولاد کی فکر کرو
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت و ضرورت

دربارِ خلافت

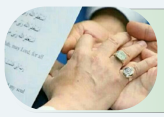

# چندوں کی تحریک ہمیشہ ہوتی رہے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہوگی، ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔ دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لئے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال ہوسکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔ کس طرح خرچ کیا جارہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہرحال ثواب مل گیا۔ اس لئے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔ پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرما رہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔ صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہئے۔ اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہوسکتا ہے۔...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ جنوری 2007ء، الفضل انٹرنیشنل 02/ فروری تا 08/ فروری 2007ء)

## بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

لیں تو تکبر کی یہ مثالیں آپ کو ملتی چلی جائیں گی۔

پھر اس کی انتہا اس دائرے کی اس صورت میں نظر آتی ہے جہاں بعض قومیں اور ملک اور حکومتیں اپنے تکبر کی وجہ سے ہر ایک کو اپنے سے نیچ سمجھ رہی ہوتی ہیں۔ اور غریب قوموں کو، غریب ملکوں کو اپنی جوتی کی نوک پر رکھا ہوتا ہے۔ اور آج دنیا میں فساد کی بہت بڑی وجہ یہی ہے۔ اگر یہ تکبر ختم ہوجائے تو دنیا سے فساد بھی مٹ جائے۔ لیکن ان متکبر قوموں کو بھی، حکومتوں کو بھی پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تکبر کرنے والوں کے غرور اور تکبر کو توڑتا ہے تو ان کا پھر کچھ بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ کہاں گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: {وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ} (لقمان 19)۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

جیسا کہ اس آیت سے بھی ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فرما رہا ہے کہ یونہی تکبر کرتے ہوئے نہ پھرو۔ اپنے گال پھلا کر، ایک خاص انداز ہوتا ہے تکبر کرنے والوں کا اور گردن اکڑا اکڑ کر پھرنا اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے سے کم درجہ والوں کے سامنے اکڑ دکھا رہے ہوتے ہیں اور اپنے سے اوپر والے کے سامنے بچھتے چلے جاتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں میں منافقت کی برائی بھی ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ تو یہ تکبر جو ہے بہت سی اخلاقی برائیوں کا باعث بن جاتا ہے اور نیکی میں ترقی کے راستے آہستہ آہستہ بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دین سے بھی دور ہو جاتے ہیں، نظام جماعت سے بھی دور ہو جاتے ہیں۔ اور جیسے جیسے ان کا تکبر بڑھتا ہے ویسے ویسے وہ اللہ اور رسول کے قرب سے، اس کے فضلوں سے بھی دور چلے جاتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 29 اگست 2003)

## لارَیب خلافت سے عبادت ہے عبادت

ہوتے نہیں دل سرخوشِ صہبائے محبت
پیتے نہ اگر جامِ مئے حسنِ خلافت

مژدہ دلِ افسردہ! کہ تا روزِ قیامت
ہے صحّتِ ایمان و عمل کی یہ ضمانت

ورنہ تو یہ تربت سدا آمادہ بہ فرقت
اس حبلِ الٰہی کے تمسّک میں ہے وحدت

ہے عصمتِ کبریٰ تو پئے قدرتِ اولیٰ
ہے عصمتِ صغریٰ کا نشاں دوسری قدرت

آیات مجسم ہے ہر اک مظہرِ قدرت
دیدارِ رُخِ یار ہے مصحف کی تلاوت

اعدا بھی اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے
اک جسم کے اعضا ہیں سب افرادِ جماعت

حق دین وہی جس کو خلافت سے ہے تمکیں
لارَیب خلافت سے عبادت ہے عبادت

میں دامنِ امید و رجا تھامے ہوئے ہوں
اس خاکِ کفِ پا پہ بھی ہو جائے عنایت

(میر انجم پرویز)

## آج کی دعا

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ ۚ وَاِنۡ یُّرِدۡکَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِہٖ

(سورۃ یونس۔آیت ۱۰۸)

ترجمہ: اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو کوئی نہیں جو اسے دور کرنے والا ہو مگر وہی۔ اور اگر وہ تیرے لئے کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو ٹالنے والا کوئی نہیں''۔

یہ قرآنِ مجید کی خدا تعالیٰ کی کفایت اور توکّل علی اللہ کی بہت پیاری اور جامع دعا ہے۔ کیونکہ!

''ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے''۔

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں

تیرے آگے محو یا اِثبات ناممکن نہیں
جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار

(درثمین صفحہ ۔ 138)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

# اسلام اور نسلی تفاخر

(راجہ اطہر قدوس)

اس دنیا میں سات براعظم ہیں اور دو سو سے زائد ممالک ہیں۔ دنیا کے مختلف خطوں میں الگ الگ اقوام اور مختلف قسم کے لوگ آباد ہیں۔ قومی برتری کے خیالات اس دنیا کے ہر گروہ میں موجود ہیں۔ ہر شخص اپنے خاندان، اپنے قبیلے، اپنی قوم اور اپنی نسل کو دیگر سے ممتاز خیال کرتا ہے۔ بہت سے افراد یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی برادری برتر ہے جبکہ باقی سب کمتر ہیں۔ یہی تفاخر اور غرور آگے چل کر نفرتوں، چپقلشوں، مقابلوں اور جنگوں کی صورت اختیار کر جاتا ہے جن کے نتیجے میں دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔

نسل انسانی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو یہ بات بالبداہت ثابت ہوتی ہے کہ فساد اور لڑائی کی بنیادی وجہ تفاخر ہے۔ یہ اسی تکبر اور تفاخر کا ہی نتیجہ تھا کہ ہابیل کا قابیل کے ہاتھوں قتل ہوا۔ انسانی تاریخ میں کئی جنگیں اس تفاخر کی وجہ سے لڑی گئیں۔ چاہے وہ تفاخر نسلی ہو، لسانی ہو یا پھر علاقائی ہو، یہ ایک معاشرے کیلئے سم قاتل کی سی حیثیت رکھتا ہے۔

چند روز قبل ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایک سیاہ فام شخص کی موت کے باعث انتشار کی سی کیفیت ہے۔ پورے ملک بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اس ناانصافی کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ سیاہ فام لوگوں کے ساتھ صدیوں سے جاری ناروا سلوک کا خاتمہ کیا جائے۔ ساری دنیا میں #BlackLivesMatter ایک #trend بن چکا ہے۔

## تمام انسان برابر ہیں

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے جو اپنے اندر ایک عالمگیریت رکھتا ہے۔ اسلام کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً (النساء:۲)

ترجمہ: اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ واضح طور پر نسلی تعصب کی نفی فرما رہا ہے نیز یہ بھی فرما رہا ہے کہ ہم نے انسان کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر آگے انسان کی نسل کو بڑھایا۔ گویا کہ دوسرے الفاظ میں یہ بتا دیا کہ ہم سب ایک آدم کی اولاد ہیں۔

اسی طرح خدا تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:14)

ترجمہ: اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی واضح طور پر نسلی تفاخر کے مضمون کو جھٹلاتی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ کسی بھی قبیلے، رنگ اور نسل کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ سب چیزیں صرف انسان کے تعارف اور پہچان کیلئے بنائی گئی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کا معیار صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی قسم کے نسلی و قومی تفاخر کی بانگ دہل نفی فرمائی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں اس تصور کی مکمل بیخ کنی کر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ بے شک عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر۔ اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں اور کالے کو گورے پر، سوائے تقویٰ کے۔'' (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم)

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ رہتی دنیا تک تمام عالم کیلئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ خدائی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے اس دنیا کا نظام بطریق احسن چلایا جا سکتا ہے۔ آج دنیا میں نسلی تعصب ایک کڑوا سچ بن چکا ہے۔ لوگوں سے رنگ و نسل کی بنیاد پر سلوک کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر روز نئے نئے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں متعدد بار عملی طور پر نسلی امتیاز ختم کر کے ہمارے لئے اپنا قابل تقلید نمونہ قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا تھمایا اور فرمایا کہ جو کوئی بھی بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے آئے گا اس کو بھی امان دی جائے گی۔ غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے تعصب کی نفی فرمائی۔

## ہر قسم کے تعصب کی نفی

اسلام نے نہ صرف رنگ و نسل کے امتیاز کی نفی کی ہے بلکہ ہر قسم کے تعصب کو جھٹلایا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:۱۲)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے ہر قسم کے تعصب کی نفی فرمائی ہے نیز یہ ہدایت فرمائی ہے کہ کسی بھی قوم کو کمتر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا نہ کرو کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں کیسی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عالمگیر حیثیت رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب ہر رنگ و نسل اور ہر ملک و ملت کے لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی ہیں۔ عربی بھی ہیں اور عجمی بھی۔ سیاہ فام بھی ہیں اور سفید فام بھی۔ مگر فضیلت کا معیار اور پیمانہ کوئی رنگ یا نسل نہیں بلکہ صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں تمام ماننے والوں کو اکٹھا ہونے اور تفرقہ بازی سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (آل عمران: 104)

ترجمہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

جب اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے ہم سب کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا اور کسی رنگ، نسل اور قبیلے کا ذکر نہیں کیا تو پھر انسان کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اپنی ذات پات یا رنگ و نسل کو بنیاد بنا کر تکبّر کرے؟

خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنا فرمانبردار بندہ بنائے اور ہر قسم کے فخر و مباہات و تکبر سے بچائے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کی ضرورت و اہمیت از صفحہ 7

ہے۔ اس لئے زیادہ فکر اور پریشانی کی ضرورت نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اب تو دنیا کے اور ممالک میں بھی چھپ رہی ہیں۔ ویب سائٹ پر بھی میسر ہیں۔ آڈیو میں بھی بعض کتب میسر ہیں اور باقی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلدی مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک زمانہ تھا جب یہ فکر تھی کہ اشاعت پر پابندی سے نقصان ہوسکتا ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے علم و معرفت کے جو خزانے ہیں یہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے ہیں جو ایک بٹن دبانے سے ہمارے سامنے آ جاتے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور کتب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

ایم ٹی اے پر بھی میں نے اب سوچا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس پہلے سے زیادہ وقت بڑھا کر دیا جائے گا اور اس طرح پاکستان کے ایک صوبے کے قانون کی وجہ سے دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا فائدہ ہو جائے گا۔ ہر جو روک ہوتی ہے، مخالفت ہوتی ہے ہمیں فائدہ پہنچاتی ہے۔ نئے راستوں اور ذرائع کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر یہ بھی ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ کہ اس سے نہ صرف اصل زبان میں کتابیں چھپیں گی یا درس ہوں گے بلکہ بہت ساری قوموں کی مقامی زبانوں میں بھی یہ مواد میسر آ جائے گا۔ پس جن کے دلوں میں کسی بھی قسم کی پریشانی ہے کیونکہ لوگ لکھتے ہیں اس لئے مجھے کہنا پڑ رہا ہے وہ اپنے دلوں سے نکال دیں۔'' (خطبات مسرور جلد 13 صفحہ 299-300)

اے خدا! تو ہم سب کو اس زمانہ کے مسیح موعود و مہدی معہود اور حکم و عدل کی تحریرات کو پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرما جس کے ذریعہ ہم دین اسلام کے کمالات اور نبی اکرم ﷺ کی بلند شان کا حقیقی ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔

☆...☆...☆

تبرکات: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

# بھائیو! اپنے مستقبل پر نظر رکھو اور اپنی اولاد کی فکر کرو

یہ کوئی مضمون نہیں بلکہ بستر پر لیٹے لیٹے یا سہارے سے بیٹھے بیٹھے اپنے مخلص بھائیوں کے نام ایک دردمند دل کی نصیحت ہے جس کا مخاطب سب سے پہلے میرا اپنا نفس ہے اور اس کے بعد ہمارے خاندان کے افراد ہیں اور پھر ساری جماعت ہے جو خدا کی طرف سے اخوت کی تاروں میں باندھی گئی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ہم خدا کے مامور و مرسل کے زمانہ سے دن بدن اور لحظہ بہ لحظہ دور ہوتے جا رہے ہیں اور وقت کے قرب کی زبردست مقناطیسی طاقت سے ہر آن محروم ہو رہے ہیں۔ یہ وہ بھاری نقصان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد بھی مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ چنانچہ اسلام کی ابتدائی تاریخ کا آخری نقشہ آپ لوگوں کے سامنے ہے جسے اس جگہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک صحابہ کا زمانہ بھی جلد جلد ختم ہو رہا ہے اور یہ روحانی روشنی پہنچانے والے اور تاریکی میں رستہ دکھانے والے چاند ستارے بڑی سرعت کے ساتھ افقِ قریب میں غروب ہوتے جا رہے ہیں۔ دوستو اور عزیزو! کیا آپ لوگوں نے کبھی اس نقصان کا جائزہ لیا؟ اور اس کے تدارک اور تلافی کی تدبیر سوچی؟ اگر نہیں سوچی تو آخر کب سوچیں گے؟ کیا اس وقت سوچیں گے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی چہرہ کو دیکھنے والے اور آپ علیہ السلام کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے والے اور آپ علیہ السلام کے مبارک کلام کو سننے والے لوگ سب کے سب اپنی اپنی قبروں میں جا سوئیں گے؟

خدا کرے کہ ایسا نہ ہو مگر سوال یہ ہے کہ اس کا علاج کیا ہے؟ ایک سیدھا سادہ علاج مگر بہت مشکل علاج، بہت ہی مشکل علاج۔ بلکہ شاید اس زمانہ کے لحاظ سے ناممکن علاج میں بتائے دیتا ہوں۔ یہ علاج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر معمولی عبادات اور ریاضات اور صوم وصلوٰۃ اور دردمندانہ دعاؤں اور تلاوتِ کلام پاک اور مطالعہ حدیث و اقوالِ بزرگانِ سلف اور محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ اور انقطاع الی اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے عجیب و غریب نظاروں میں ملتا ہے جس کے نتیجہ میں آپ تیرہ سو سال پیچھے آنے کے باوجود آگے نکل گئے۔ حتی کہ خدا نے آپ علیہ السلام کو مخاطب کر کے بڑی محبت و اکرام کے ساتھ فرمایا کہ:

’’آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت (رسول پاکؐ کے بعد) سب سے اوپر بچھایا گیا۔‘‘

(تذکرۃ ایڈیشن چہارم صفحہ 323)

اور خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عالمِ کشف میں اپنے اس خادم اور نائب کی بے نظیر خدمات اور ترقیات کا نظارہ دیکھ کر فرمایا کہ: یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ یعنی میرے سلسلہ کے مسیح کی وہ شان ہے کہ مرنے کے بعد اسے میرے ساتھ جگہ دی جائے گی۔

اس الہام الٰہی اور اس حدیث نبوی ﷺ میں یہ عظیم الشان بشارت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر غیر معمولی جذب پیدا کرے اور خدا کے خاص فضل و نصرت کا جاذب بنے تو ایک انسان وقت کی حدود کو توڑ کر پہلے آنے والوں سے آگے نکل سکتا ہے۔ اسی بشارت کے فلسفہ کی تشریح میں قرآن مجید نے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی دو لطیف اصطلاحیں بیان کی ہیں جس میں یہی اشارہ ہے کہ بعض لوگ (یعنی اوّلون) تو وقت کے لحاظ سے آگے آ کر فضیلت حاصل کر لیتے ہیں مگر بعض خوش قسمت لوگ (یعنی سابقون) ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پیچھے آتے ہیں مگر آگے پیچھے کی زنجیروں کو توڑ کر پہلے آنے والوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔ جس طرح مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھ سال تک شدید مخالفت کرنے کے بعد مسلمان ہوئے مگر باوجود اس کے کہ وہ اپنی شاندار خدمات اور غیر معمولی اوصاف کی وجہ سے مینار کی طرح بلند و بالا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا جو ہر جہت سے اول بھی تھے اور سابق بھی تھے تمام صحابہ سے جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر اور قدیم صحابہؓ بھی شامل تھے آگے نکل گئے۔ وَالْفَضْلُ بِالْخَیْرَاتِ لَا بِزَمَانٍ۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وقت اور زمانہ کی قیود کو توڑ کر آگے نکل جانے والوں میں حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی مثال بھی بیان فرمائی ہے جن کی شہادت کی خبر سن کر آپ علیہ السلام نے اپنی ایک نظم میں یہ حکیمانہ شعر فرمائے کہ:

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پُر خار و بلائش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
او پئے دلدار از خود مردہ بود
از پئے تریاقِ زہرِ خوردہ بود
زیر ایں موت است پنہاں صد حیات
زندگی خواہی بخورِ جامِ ممات

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 61-60)

یعنی خدا کے کوچہ تک پہنچنے کے لئے لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اس میں کانٹوں کے جنگل ہیں اور ان جنگلوں میں بے شمار قسم کی بلائیں اور تکلیفیں اور آزمائشیں ہیں مگر ذرا اس کابلی بزرگ کی ہمت اور تیز رفتاری ملاحظہ کرو کہ اس نے یہ سارے خطرناک جنگل صرف ایک قدم میں ہی طے کر لئے۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے محبوب خدا کی خاطر اپنے نفس پر موت وارد کر چکا تھا۔ اس نے رضائے الٰہی کا تریاق حاصل کرنے کی غرض سے قربانی کا زہر کھا کر اپنے نفس کی لذّات کو ختم کر دیا تھا۔ اس قسم کی موت کے نیچے سینکڑوں زندگیاں پوشیدہ ہیں۔ لہٰذا اگر تم خدا کے رستہ میں خاص الخاص زندگی کے خواہاں ہو تو آؤ تم بھی ایسی موت کا پیالہ چکھ کر زندہ و جاوید ہو جاؤ۔

پس دوستو اور عزیزو! ایک علاج تو یہی ہے جس سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ سے دوری کے اثر کو کسی قدر کم اور صحابہ کرام کی صحبت سے محرومی کی کمی کو کسی قدر پورا کر سکتے ہیں مگر یہ علاج بڑا مشکل، بڑا کٹھن اور بڑی جان جوکھوں کا کام ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس کے لئے ایک بڑی تلخ موت کے دروازے میں سے گزر کر ’’از جہاں دبازبیروں از جہاں‘‘ کا نظارہ پیش کرنا پڑتا ہے بلکہ دراصل اس شعر والی سُولی پر چڑھنا پڑتا ہے کہ:

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہی
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

اس کے لئے اس پُر آشوب مادی زمانہ میں کتنے لوگ تیار ہیں؟ کم، بہت کم، بہت ہی کم بلکہ شاید لاکھوں انسانوں میں سے ایک بھی مشکل سے ملے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کشتیٔ نوح کو دیکھو۔ اس پیمانہ پر کتنے احمدی نوجوانوں کو معیاری احمدی سمجھا جا سکتا ہے؟ مجھے جواب دینے کی ضرورت نہیں اپنی آنکھوں سے دیکھو اور اپنے دل سے جواب مانگو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ تعداد خدا کے فضل سے بہت کافی تھی مگر اس کے بعد زمانہ کی دوری اور مخلص صحابہ کی اموات کی کثرت نے قدیم سنت کے مطابق آہستہ آہستہ نقشہ بدلنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ باغِ احمد میں شیریں پیوندی پودوں کی جگہ سے ملے جُلے کھٹے میٹھے تخمی پودوں (یعنی نسلی احمدیوں) کی کثرت شروع ہو گئی اور اس کثرت کی شرح فی صد دن بدن خطرناک طور پر بڑھتی جا رہی ہے۔ اسلام کے دورِ اول یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے زمانہ میں بھی اسلام کو یہی خطرہ پیش آیا تھا مگر اس وقت جہاد کا رستہ کھلا ہونے کی وجہ سے نوجوانوں کے جوشِ اخلاص و قربانی میں طبعی کمی کو کافی حد تک کنٹرول کر لیا گیا تھا مگر یہاں ہماری تبلیغ میں بھی بھاری روکیں حائل ہیں۔ کہیں مالی روکیں، کہیں بیرونی تنظیم کی روکیں اور کہیں اندرونی روکیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگردم در کشم ترسم کہ مغزِ استخواں سوزد

اگر یہ روکیں دور ہو جائیں تو اس وقت حالات ایسے ہیں کہ خدا کے فضل سے قلیل عرصہ میں اسلام اور صداقت کے حق میں بھاری تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک ضروری لازمہ کے طور پر ہمارے نوجوانوں میں اور نسلی احمدیوں میں بھی زندگی کی نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔ تاریخ عالم کا یہ ایک ازلی مشاہدہ ہے کہ جب کسی قوم کا خارجی محاذ کمزور پڑ جاتا ہے تو وہ اندرونی خلفشار کا شکار ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ نیکی کی روح میں انحطاط، قربانی کے جذبہ میں کمی، باہمی اختلافات، عملی کمزوریاں، اعتراض کرنے میں جلد بازی وغیرہ وغیرہ کئی قسم کی اخلاقی اور روحانی بیماریاں جماعتی معاشرہ میں ابھرنے لگ جاتی ہیں۔

مگر قربان جایئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپؐ نے اپنی امت کو کسی حالت میں بھی مناسب نگرانی اور مناسب علاج کے بغیر نہیں چھوڑا اور ہر عارضہ کے لئے حکیمانہ شفا اور حکیمانہ ماحول مہیا فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپؐ کو ایک وقت اپنے غزوات کے ہجوم کے دوران میں کچھ عرصہ کے لئے مہلت میسر آئی اور آپؐ نے محسوس کیا کہ کہیں اوپر تلے کے غزوات اور سرایا کی غیر معمولی گھما گھمی سے وقتی فراغت پا کر صحابہ کی جماعت ایک گونہ بیکار اور سست ہو کر نہ بیٹھ جائے تو آپؐ نے اس وقت کمال حکمت سے صحابہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد (مراد تلوار کے جہاد) سے فارغ ہو کر بڑے جہاد (مراد اخلاقی اور روحانی تربیت کے جہاد) کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اللہ اللہ! یہ کس شان کا کلام تھا جو آج سے چودہ سو سال پہلے عرب

کے اس اُمّی نبی کے منہ سے نکلا جس کی حکمت کے سامنے آج کی ترقی یافتہ دنیا کا سارا فلسفہ گرد ہے۔تلوار کے جہاد سے واپس لوٹتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب ہمارے لئے چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد میں مصروف ہونے کا وقت ہے جو نفس کا جہاد اور جماعتی تربیت کا جہاد اور قومی تنظیم کا جہاد ہے۔ اس موقع پر جماعتی تربیت کے سوال کو بڑا جہاد قرار دینے میں دو عظیم الشان نفسیاتی نکتے مضمر ہیں۔ اول اس میں علم النفس کے اس لطیف اصول کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ کسی سوال کی اہمیت صرف ذاتی ہی نہیں ہوا کرتی بلکہ اضافی اور نسبتی بھی ہوا کرتی ہے جو ماحول اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور چونکہ مومنوں کا فرض ہے کہ وقت کے تقاضوں کے مطابق پیش آمدہ مسائل کی طرف توجہ دیں اور آنکھیں بند کر کے صرف ایک بات کی طرف ہی جھکے نہ رہیں۔ اس طرح مختلف حالات میں جہادِ اکبر اور جہادِ اصغر کی تعریف بدلتی رہے گی۔ کسی وقت جب کوئی ظالم دشمن اسلام کو تلوار کے زور سے مٹانے کے لئے اٹھے گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا تو اس وقت جہاد بالسیف کے ذریعہ اپنا دفاع کرنا اور ترقی کا راستہ کھولنا جہادِ اکبر ہو گا۔ لیکن اگر دشمن علمی اعتراضوں کے ذریعہ اسلام پر حملہ آور ہو گا تو علمی تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی فوقیت ثابت کرنا اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کرنا اور مالی امداد کے ذریعہ اسلام کی مضبوطی کا انتظام کرنا جہادِ اکبر بن جائے گا اور بعض اوقات جب قوم اسلامی تربیت کو کھو کر تنزل کے گڑھے میں گر رہی ہو گی تو ایسے وقت میں مسلمان نوجوانوں کو عمدہ اخلاق اور روحانی تربیت کے ذریعہ اوپر اٹھانا جہادِ اکبر ہو گا اور باقی جہاد جہادِ اصغر کا رنگ اختیار کر لیں گے اور یہی وہ نفسیاتی نکتہ ہے جس کی طرف ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والے زرّیں ارشاد میں توجہ دلائی ہے۔ یعنی یہ کہ وہی جہادِ اکبر ہے جو وقت کے تقاضے کے مطابق کیا جائے۔ علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں یہ ضمنی اشارہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو کسی وقت بھی بے کار اور سست ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق بہر حال کوئی نہ کوئی دینی جہاد جاری رکھنا چاہئے کیونکہ قوموں کی باہمی دوڑ میں جو قوم بھی سست ہو گی اور رُکے گی وہ فوراً گر کر دوسروں کے پاؤں کے نیچے روندی جائے گی۔ یہ خدا کا ازلی اور اٹل قانون ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔

دوسرا متقابل نکتہ، بہت بڑا نکتہ، بڑا عظیم الشان نکتہ، قوموں میں دائمی زندگی پیدا کرنے والا نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے اس ارشاد میں کہ ''اب ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں'' یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نسبتی لحاظ سے نہیں بلکہ واقعی اور حقیقی نفس کے جہاد اور تربیت والے جہاد کو تلوار کے جہاد سے افضل قرار دیا ہے اور اسلامی تعلیمات کا گہرا مطالعہ کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ یہی درست ہے۔ کیونکہ اسلام مذہب کی اشاعت میں ہرگز ہرگز جبر کی تعلیم نہیں دیتا جیسا کہ قرآن صاف الفاظ میں فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں بلکہ اے رسول! تمہارا کام صرف یہ ہے کہ خدا کے دین کی طرف حکمت اور پند و نصیحت کے طریق پر بلاؤ۔ تلوار کے استعمال کی اجازت صرف مظلوم ہونے کی حالت میں دی گئی ہے بلکہ دشمن تلوار کے زور سے اسلام کو مٹانے کا اقدام کرے اور بربادی پر مصر ہو ورنہ اسلام کا اصل بنیادی نظریہ پُرامن تبلیغ اور علمی اور روحانی ذرائع کے استعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جونہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات وسرایا سے کسی قدر مہلت پائی آپؐ نے اسلام کے بنیادی فریضہ کے پیشِ نظر مسلمانوں میں اعلان فرمایا کہ اب اس فراغت کو غنیمت جانتے ہوئے ہمیں جہادِ اکبر یعنی نفس کے جہاد اور علمی جہاد اور جماعتی تربیت کے جہاد میں مصروف ہو جانا چاہئے جو ہمارا اصل جہاد ہے۔

پس اے ہمارے دوستو اور بھائیو اور عزیزو! اس وقت ہمارے رستہ میں بھی بعض تبلیغی روکیں حائل ہیں بعض ملکوں میں تو ہمارا رستہ ملکی قانون کے ماتحت بالکل ہی بند ہے اور بعض میں رستہ تو کھلا ہے مگر توسیع کے کام میں بھاری مالی تنگی روک ہے اور ہم اپنے کام کو محدود رکھنے پر مجبور ہیں اور بعض میں قانونی روک تو شاید نہیں ہے مگر ملکی مصالح سدّ راہ ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں کمزور طبائع میں مذہبی جذبہ کی کمی کا پیدا ہو جانا اور دینی ولولہ کا کمزور پڑ جانا ایک حد تک طبعی امر ہے۔ اس کمی اور اس کمزوری کو دور کرنے کا وہی حکیمانہ نسخہ ہے جو ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے بیان فرمایا ہے یعنی اس صورت میں ہمیں جہادِ اصغر (یعنی بے وقت جہاد) سے جہادِ اکبر (یعنی وقت کے مناسبِ حال جہاد) کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جہاد کی موٹی اقسام یہ تین ہیں:

(1) تلوار کا جہاد یعنی تلوار کے ذریعہ حملہ آور ہونے والے دشمن کا جو اسلام کو تلوار کے زور سے مٹانا چاہتا ہو تلوار سے مقابلہ کرنا۔

(2) تبلیغ کا جہاد یعنی دلائل و براہین اور روحانی ذرائع سے اسلام کی اشاعت اور استحکام اور ترقی کا انتظام کرنا۔

(3) تربیت کا جہاد یعنی مسلمانوں کو سچا مسلمان بنانے اور نوجوانوں کو اسلامی طریق کے مطابق تربیت دینے کا انتظام کرنا۔

جہاں تک تلوار کے جہاد کا سوال ہے نہ تو اس وقت اس کے حالات موجود ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس کی اجازت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح بخاری میں مسیح موعود کے نزول کے ذکر کے تعلق میں صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ يَضَعُ الْحَرْبَ یعنی جب میری امت کا مسیح آئے گا تو وہ تلوار کے جہاد کو ملتوی کر دے گا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہو گی۔ عقلاً بھی ظاہر ہے کہ تلوار کی ضرورت صرف تلوار کے مقابلہ پر ہی پڑ سکتی ہے ورنہ اسلام تو درکنار کوئی معقول مذہب بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ یونہی لوگوں کی گردنیں اڑاتے پھرو۔ باقی رہے دو قسم کے جہاد یعنی تبلیغ کا جہاد اور تربیت کا جہاد۔ سو وہ بے شک اسلام کی دائمی اور ہمیشہ قائم رہنے والی تعلیم کا ضروری حصہ ہیں اور عام حالات میں ہر الٰہی جماعت کو رتھ کے دو پہیوں کی طرح ان دونوں قسم کے جہادوں کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ مگر بعض اوقات مخصوص قومی یا ملکی حالات کے ماتحت یا خاص قسم کے اندرونی یا خارجی تقاضوں کے مطابق ان کے باہمی توازن میں فرق پڑ جاتا اور کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ یعنی بعض حالات میں تبلیغ پر زیادہ زور دینا پڑتا ہے اور بعض دوسری قسم کے حالات میں تربیت کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت پیش آتی ہے خواہ یہ ضرورت اختیاری صورت میں ہو یا کہ مجبوری کی صورت میں جیسا کہ آج کل ملک کے اندرونی حالات کا تقاضا ہے۔ بہرحال آج کل ہماری بڑی پرابلم جماعت کے نوجوانوں اور خصوصاً نسلی احمدیوں کی تربیت ہے تا کہ انہیں زمانہ کی شربار ہواؤں سے بچا کر اور مادیت کے زہریلے اثرات سے محفوظ رکھ کر اسلام اور احمدیت کی روح پر قائم رکھا جا سکے اور یہی میرے اس مضمون کا مرکزی نقطہ اور حقیقی مآل ہے اور اسی کی طرف اس وقت اندرونِ ملک میں جماعت کی خاص توجہ مبذول ہونی چاہئے۔ یہ کام کس طرح سرانجام دیا جائے؟ اس کے لئے کسی لمبی چوڑی تلقین کی ضرورت نہیں۔ قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اس معاملہ میں زرّیں ہدایات سے بھری پڑی ہیں۔ اصل چیز جس کی ضرورت ہے وہ احساس اور توجہ ہے۔ اگر جماعت میں نوجوانوں کی تربیت کا احساس پیدا ہو جائے اور وہ اس سوال کی عظیم الشان اہمیت کو سمجھ لے تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے قرب کی وجہ سے نیز خلافت جیسی الٰہی نعمت کے موجود ہونے کے نتیجہ میں ہمارے اندر ایمان و اخلاص کی زبردست چنگاریاں موجود ہیں۔ بس ذرا سی ہوا دینے سے وہ بھڑک اٹھنے کے لئے تیار ہیں وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔

پس دوستو اور عزیزو! خدا کے لئے اس طرف توجہ دو اور اپنی اولادوں کے مستقبل کی فکر کرو اور جماعت کے قدم کو نیچے کی طرف جانے سے بچاؤ اور ان کے اندر اسلام اور احمدیت کی ایسی شمع روشن کر دو جس سے ہر اگلی نسل کی شمع خود بخود روشن ہوتی چلی جائے۔ اور قرآن کے اس زبردست انداز کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ڈرا دینے والے شعر کو بھی کبھی نہ بھولو کہ

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

میں چاہتا تھا کہ تربیت کے متعلق بھی کچھ تفصیلی ہدایات نوٹ کر دیتا مگر میں نے اپنی موجودہ علالت اور کمزوری اور تکان کی حالت میں یہ نوٹ بھی بڑی مشکل سے رُک رُک کر لکھا ہے اور اب میں تھک گیا ہوں اس لئے فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ دوستوں کے مشورہ کے لئے اس قدر بتائے دیتا ہوں کہ یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب تربیتی مضامین سے بھری پڑی ہیں مگر خاص طور پر دو کتابیں اس میدان میں بڑی شاندار ہیں انہیں دوست خود بھی ضرور مطالعہ کریں اور اپنے بیوی بچوں کو بھی ضرور پڑھائیں اور بار بار پڑھاتے رہیں کہ ان سے انشاء اللہ انہیں عظیم الشان فوائد حاصل ہوں گے۔ یہ دو کتابیں یہ ہیں:

(اول) کشتی نوح یا اس کا خلاصہ یعنی ہماری تعلیم

(دوم) ملفوظات یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائریاں جن کے اس وقت تک دو حصے چھپ چکے ہیں۔

یہ دونوں کتابیں تربیت کے میدان میں جواہرات کی عدیم المثال کانیں ہیں جن کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں۔ انہیں کی ادنیٰ تشریح میں اور بعض مزید قرآن و حدیث کے حوالوں کے لئے اگر اس خاکسار کی تصنیف ''جماعتی تربیت اور اس کے اصول'' کا بھی مطالعہ کیا جائے اور نوجوانوں کو پڑھا کر اس میں ان کا امتحان لیا جائے تو انشاء اللہ مفید ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ہمارے بچوں کو اور ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے فضل و رحمت کے سایہ میں رکھے اور ہمارا انجام اس کی رضا پر ہو۔

آمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

(محررہ 15 اگست 1961ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 اگست 1961ء)

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت وضرورت

(ظہور الٰہی توقیر)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت میں آنے والے امام مہدی اور مسیح موعودؑ کی بے شمار علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ اُن میں سے ایک علامت یہ تھی کہ:۔

وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم علیھما السلام، روایت نمبر ۳۴۴۸)

یعنی آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کے وقت اس قدر اموال کے خزانے دنیا میں پیش کئے جائیں گے کہ کوئی انہیں قبول نہ کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں اس حدیث کا معنی بیان کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ آپؑ بیان فرماتے ہیں:۔

’’علم اور حکمت کی مانند کوئی مال نہیں۔ یہ وہی مال ہے جس کی نسبت پیشگوئی کے طور پر لکھا تھا کہ مسیح دنیا میں آ کر اس مال کو اس قدر تقسیم کرے گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔ ... مومن کا مال درم و دینار نہیں بلکہ جواہر حقائق و معارف اُس کا مال ہیں۔ یہی مال انبیاء خدائے تعالیٰ سے پاتے ہیں اور اِسی کو تقسیم کرتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3صفحہ 455)

پس اس حدیث کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی علوم کا ایک ایسا خزانہ دنیا میں بہایا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ اور قرآن کریم کے بعد اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ علوم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو آپؑ کے سینے سے ساری زندگی نکلتا رہا۔ جب آپؑ کی وفات ہوئی تو مولانا ابوالکلام آزاد بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ:۔

’’وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دومٹھیاں بجلی کی بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔...ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندانِ تاریخ بہت کم منظرِ عالَم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔...

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر وعظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ ... غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے گا، قائم رہے گا۔‘‘

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560-561)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:۔

’’ان کو کیا معلوم ہے کہ جب مَیں عربی لکھتا ہوں تو کس طرح افواج کی طرح الفاظ اور فقرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلدسوم صفحہ 300-301)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو اُن دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے اُن کی زہر کو دور کر دیں۔‘‘

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6صفحہ 403)

اللہ تعالیٰ نے ایسی بلند شان کے ساتھ حضورؑ کی اس دعا کو قبول فرمایا کہ آج بھی ہم آپؑ کی تحریرات کو پڑھتے اور سنتے ہیں تو ایک انقلاب پڑھنے اور سننے والوں کی ہستیوں پر وارد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور ہمیں خود معلوم ہو جاتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک لفظ ہمارے اندر سے ہمارے اُن مخفی زہروں کو بھی دور کر دیتا ہے جن کا ہمیں بھی علم نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3صفحہ 405)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’انجیل کو پڑھ کر دیکھ لو کہ یہی اعتراض ہمیشہ مسیح پر رہا کہ اس نے کوئی معجزہ تو دکھایا ہی نہیں یہ کیسا مسیح ہے۔ کیونکہ ایسا مُردہ تو کوئی زندہ نہ ہوا کہ وہ بولتا اور اُس جہان کا سب حال سُناتا اور اپنے وارثوں کو نصیحت کرتا کہ میں تو دوزخ میں سے آیا ہوں تم جلد ایمان لے آؤ... ایسا ہی یہ عاجز بھی خالی نہیں آیا بلکہ مُردوں کے زندہ ہونے کے لئے بہت سا آبِ حیات خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی دیا ہے بے شک جو شخص اس میں سے پئے گا زندہ ہوجائے گا۔ بلاشبہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے کلام سے مردے زندہ نہ ہوں اور اندھے آنکھیں نہ کھولیں اور مجذوم صاف نہ ہوں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا کیونکہ خدائے تعالیٰ نے آپ اپنے پاک کلام میں میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے نبی ناصری کے نمونہ پر اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ بندگانِ خدا کو بہت صاف کر رہا ہے اس سے زیادہ کہ کبھی جسمانی بیماریوں کو صاف کیا گیا ہو۔ یقیناً سمجھو کہ روحانی حیات کا تخم ایک رائی کے بیج کی طرح بویا گیا مگر قریب ہے ہاں بہت قریب ہے کہ ایک بڑا درخت ہو کر نظر آئے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3صفحہ 334-335)

پس اے مسیحِ محمدی کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! آؤ کہ اس پاک مسیح کی مبارک تحریرات کو حرزِ جان بنا لیں۔ اٹھو اور دوڑو کہ! آبِ حیات ہمارے سامنے ہے۔ ہاں وہی آبِ حیات جس میں کود جانے کے نتیجے میں مولا کریم ہمیں ایک نئی زندگی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریراتِ مبارکہ کو دل و جان سے پڑھنے اور اُنہیں سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔جس کو علم نہیں ہوتا وہ مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 8)

ایک روایت میں تین مرتبہ مطالعہ کرنے کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ ملتے ہیں کہ:۔

’’جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 365 روایت نمبر 410)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے متعلق بیان فرماتے ہیں:۔

’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکۃ اللہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے ... حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ سے نئے علوم کھلتے ہیں۔‘‘

(ملائکۃ اللہ ۔ انوار العلوم جلد 5صفحہ 560)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان فرماتے ہیں:۔

’’اگر آپ یہاں سے یہ عہد کر کے جائیں گے کہ ہم روزانہ پانچ صفحات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھیں گے بلکہ میں پانچ کی شرط کو بھی چھوڑتا ہوں اگر آپ تین صفحات روزانہ پڑھنے کا بھی عہد کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تھوڑے عرصہ ہی میں آپ کے اندر ایک عظیم انقلاب پیدا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں گی اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے آپ کو اس قدر حصہ ملے گا کہ آپ دنیا کو ورطہ ٔحیرت میں ڈالنے والے ہوں گے۔ تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے اس کے بعد آپ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے ایسے بندے بن جائیں گے جو اس کے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔ آپ دنیا کے راہنما اور قائد بن جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ حاصل کریں گے لیکن اس قیادت اور راہنمائی اور خدا تعالیٰ کے فضل اور برکتوں کا حصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر قرآن کریم سے باہر نہیں ہوسکتا۔ سو میں آپ

کو بار بار تاکید کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں تین صفحات روزانہ پڑھنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو اس کی عادت پڑ جائے گی اور اس کے نتیجہ میں آپ کی پڑھائی پر یا اگر آپ کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کے کام پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ یہ مطالعہ ان پر اچھا اثر ڈالے گا اگر آپ میں کوئی پڑھنے والا ہے تو اس مطالعہ کے نتیجے میں اس کے ذہن میں جلا پیدا ہو گی اور اس کے اندر ایک نور پیدا ہو گا اور پھر وہ دوسرے مضامین کیمسٹری اور انگریزی وغیرہ کو باآسانی سمجھنے لگے گا اور امتحان میں اسے اچھے نمبر ملیں گے اور اگر وہ کوئی کام کر رہا ہے تو اس کے کام میں Efficiency پیدا ہو جائے گی...پس آج آپ کو میری نصیحت یہی ہے اور یہ بڑی بنیادی اور اہم نصیحت ہے اور میں اسے بار بار دہرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں اس کے نتیجہ میں آپ شیطان کے بیسیوں حملوں سے محفوظ ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں آپ کی عزت ہو گی اور آپ کی زندگی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا اور جب وہ وقت آئے گا کہ دنیا پکارے گی ہمیں استاد چاہئیں۔ ہمیں سکھانے والے چاہئیں تو آپ میں سے ہر ایک اس قابل ہو گا کہ وہ استاد بن سکے۔‘‘

(مشعل راہ جلد دوم ص 45-46)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

’’سب سے پہلے تو قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کے لئے، دینی علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو بے بہا خزانے مہیا فرمائے ہیں اُن کو دیکھنا ہو گا۔ اُن کی طرف رجوع کریں۔ ان کو پڑھیں کیونکہ آپؑ نے ہمیں ہماری سوچوں کے لئے راستے دکھا دیے ہیں۔ اُن پر چل کر ہم دینی علم میں اور قرآن کے علم میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر اسی قرآنی علم سے دنیاوی علم اور تحقیق کے بھی راستے کھل جاتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ 35)

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک جگہ بیان فرماتے ہیں:۔

’’بہت سارے لوگ جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا جن کو اعتراضات پیدا ہو جاتے ہیں یا جو بعض لوگ صرف اس لئے احمدیت پر یا دین پر قائم ہوتے ہیں کہ ہمارے رشتہ دار احمدی ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر وہ علم حاصل کریں تو جتنے شکوک وشبہات ہیں وہ دور ہو سکتے ہیں اور پھر قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ پھر شیطان حملہ نہیں کرے گا۔ پس جیسا کہ پہلے قرآن کریم پر غور اور فکر کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلقین فرمائی تھی اسی طرح آپ کی کتب کو بھی پڑھنے اور دینی علم بڑھانے کی طرف ہمیں توجہ کرنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اپریل 2018ء الفضل انٹرنیشنل مورخہ 04 مئی 2018ء تا 10 مئی 2018ء جلد 25 شمارہ 18 صفحہ 8)

ایک اور موقع پر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیں خاص طور پر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے انہی سے ہمارا دینی علم بھی بڑھے گا اور ہمیں تبلیغ کا شوق بھی پیدا ہو گا۔ ہمارے علم میں برکت بھی پڑے گی اور دنیا کو ہم اسلام کے جھنڈے تلے لانے کے قابل ہوں گے۔

اصل برکت تو یہ ہے کہ بادشاہوں کو اسلام کا حقیقی علم حاصل ہو اور وہ اس کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالیں ورنہ تو بہت سے بلکہ اکثریت بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اِلّا ماشاء اللہ اس وقت سب کے سب جو مسلمان بادشاہ ہیں اور جو لیڈر ہیں وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ منہ پر تو اسلام کا نام ہے اور دل ذاتی مفادات کے حصول کے پیچھے ہیں۔ ان سے ظلم ہو رہے ہیں۔

پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اسلام پھیلنا ہے اور آپ کے ذریعہ سے، کپڑوں سے لوگوں نے برکت حاصل کرنی ہے۔ جو بادشاہ آئیں گے وہ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھ کر آئیں گے اور یہی حقیقی برکت ہے اور اس کے لئے ہمیں بھی اس حقیقی تعلیم کا علم ہونا چاہئے اور اس کے مطابق تبلیغ ہونی چاہئے اور نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ تبھی الہام ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ کی صحیح حقیقت آشکار ہو سکے گی اور اس کی ہمیں سمجھ بھی آئے گی اور ہم تبلیغ کے اعلیٰ معیار پیدا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 45-46)

اسی طرح ایک اور موقع پر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’ایک واقعہ حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں جو خواجہ کمال الدین صاحب سے متعلق ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی لیکن پھر خلافت ثانیہ کے انتخاب کے وقت فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور غیر مبائعین کے لیڈروں میں سے ہو گئے۔ بہرحال ان کو لیڈری چاہئے تھی وہ ان کو وہاں مل گئی۔ ان کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے کہ انہوں نے اپنے علم کو کس طرح بڑھایا تھا اور ان کے اچھے لیکچروں اور تقریروں کا راز کیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کر کے ایک لیکچر تیار کرتے تھے۔ پھر قادیان آ کر کچھ حضرت خلیفہ اولؓ سے پوچھتے اور کچھ دوسرے لوگوں سے اور اس طرح ایک لیکچر مکمل کر لیتے۔ پھر اسے لے کر ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے اور خوب کامیاب ہوتے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب کہا کرتے تھے کہ اگر بارہ لیکچر آدمی کے پاس تیار ہو جائیں تو اس کی غیر معمولی شہرت ہو سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابھی سات لیکچر تیار کئے تھے کہ ولایت چلے گئے۔ یہاں انگلستان آ گئے۔ لیکن وہ ان سات لیکچروں سے ہی بہت مقبول ہو چکے تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک لیکچر بھی اچھی طرح تیار کر لیا جائے تو چونکہ وہ خوب یاد ہوتا ہے اس لئے لوگوں پر اس کا اچھا اثر ہو سکتا ہے۔

پس پہلی چیز تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہیں جن کو پڑھنا ضروری ہے۔ پھر اس کو سمجھنا اور آگے اس سے لے کر لیکچر تیار کرنا۔

حضرت مصلح موعودؓ پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں اسی طرح ہوتا تھا کہ صرف میر کا الگ استاد ہوتا تھا۔ نحو میر کا الگ استاد ہوتا تھا۔ پکی روٹی کا الگ استاد ہوتا تھا اور کچی روٹی کا الگ استاد ہوتا تھا۔ اب ایک زمانہ دوبارہ آ گیا ہے جہاں سائنس نے ترقی کی ہے تو پھر یہ تخصص، specialities اور specialisation کا زمانہ شروع ہو چکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چاہئے بھی اسی طرح کہ جو لیکچرار ہوں ان کو مضامین خوب تیار کر کے دیئے جائیں اور وہ باہر جا کر وہی لیکچر دیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ سلسلہ کے مقصد کے مطابق تقریریں ہوں گی اور ہمیں یہاں بیٹھے بیٹھے پتا ہو گا کہ انہوں نے کیا بولنا ہے۔ اصل لیکچر وہی ہوں گے اس کے علاوہ اگر مقامی طور پر ضرورت ہو تو تائیدی لیکچروں کے طور پر وہ اور کسی مضمون پر بھی بول سکتے ہیں۔

(الفضل مورخہ 7 نومبر 1945ء جلد 33 نمبر 261 صفحہ 3)

پس یہ رہنما اصول مبلغین کے لئے بھی ہے اور داعیین الی اللہ کے لئے بھی اور ان لوگوں کے لئے بھی جو علمی نشستوں میں جاتے ہیں۔ اگر لیکچر اس طرح تیار کیا گیا ہو تو بڑے بڑے پروفیسر اور بعض نام نہاد دین کے عالم اور بعض ایسے لوگ جو دین پر اعتراض بھی کرتے ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں یہاں بھی شاید شعبہ تبلیغ کے تحت ایک پروگرام تھا جس میں اسرائیل سے ایک بڑے یہودی پروفیسر بھی شامل ہوئے تھے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ اس میں ایک ہمارے نوجوان مربی نے بھی اچھی تیاری کر کے لیکچر دیا تھا۔ پروفیسر صاحب اس سے بڑے متاثر ہوئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے وہاں بڑی ہوشیاری سے اسلام کے، خلافت کے حق میں بعض باتیں کیں لیکن اسلام کے خلاف بھی کہا تو ہمارے اس نوجوان نے بڑے اچھے رنگ میں اس کا جواب دیا۔ بعد میں پروفیسر صاحب مجھے ملنے یہاں بھی آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا وہ مربی، وہ مقرر جو تھا بڑا ہوشیار ہے۔ اصل میں تو اسلام پر حملہ کرنے والے لوگ، غیر احمدی سکالروں کے سامنے بعض باتیں کر کے ان کے دلائل رد کر دیتے ہیں یا ان کے پاس وہ دلائل نہیں۔ لیکن جماعت کے پاس تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیا ہوا علم کلام اتنا ہے کہ اگر اچھی طرح تیاری ہو تو کسی کا بھی منہ بند کیا جا سکتا ہے۔ ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی ہمارے لئے ضروری ہے تا کہ ہمارا دینی علم بھی بڑھے اور اس کے ساتھ ہی ان کتب کی وجہ سے ہماری روحانیت میں بھی ترقی ہوتی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 377 تا 379)

2015ء میں جب پاکستان میں حکومتِ پنجاب نے جماعت احمدیہ کے بعض جرائد اور کتب پر پابندی لگائی تو اس وقت ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’ہمیشہ کی طرح ان مخالفین کے یہ عمل ہمارے ایمانوں میں جلاء پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں بڑھنے کے لئے کھاد کا کام دینے والے ہونے چاہئیں۔ اگر ہماری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی طرف توجہ کم تھی تو اب زیادہ توجہ پیدا ہونی چاہئے۔ ایک پنجاب کی حکومت کی روک سے تو کیا تمام دنیا کی حکومتوں کی روکوں سے بھی یہ کام نہیں رک سکتا کیونکہ یہ انسانی کوششوں سے کئے جانے والے کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ومعرفت کے خزانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہمیشہ ہم نے یہی دیکھا ہے کہ بڑی بڑی روکوں اور مخالفتوں کے بعد جماعت کی ترقی زیادہ ابھر کر سامنے آئی ہے۔ اپنے زعم میں ہمارے خلاف جو یہ قدم اٹھایا گیا ہے یہ تو ایک معمولی سی روک ہے۔ ہمیں تو جتنا دبایا جائے اتنا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کو بڑھاتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی بہتر ہو گا۔ اس لئے کوئی فکر کی بات نہیں بقیہ صفحہ 3 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

# اطلاعات اعلانات

## اعتذار و تصحیح

اس اعلان کے ذریعہ قارئین کرام کو روزنامہ الفضل لندن کے شمارہ میں شائع ہونے والی دو غلطیوں کی نشاندہی اور درستیاں کرانا مقصود ہے۔

1۔ روزنامہ الفضل لندن کے شمارہ 08/ جون 2020ء صفحہ 12پر شائع ہونے والے مضمون ’’ایام حیض میں شریعت کے احکام‘‘ کے کالم نمبر دو میں زیرعنوان ’’ذکر الٰہی‘‘ یہ درج ہے:

’’عورتیں ایّامِ حیض میں تلاوت کرسکتی ہیں بشرطِ کہ ان کے ہاتھ کو حیض کی نجاست نہ لگی ہو۔قرآنِ کریم کو کسی صاف ستھرے کپڑے یا رومال پر رکھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں۔‘‘

اس فقرہ کو کالعدم سمجھا جائے۔ ایسی حالت میں خواتین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درج ذیل ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہئے:

’’قرآن کریم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں، خواتین کے ایام حیض میں قرآن کریم پڑھنے کے متعلق میرا مؤقف ہے کہ عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو وہ اسے ایام حیض میں ذکرو اذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے۔لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتی۔ اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی اجازت تو نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کے لیے یا کسی کو حوالہ دکھانے کے لیے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ سکتی ہے ۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔‘‘

2۔ اسی طرح مذکورہ صفحہ پر اور مذکورہ کالم میں زیرعنوان ’’بہر حال خدا کے کلام کو پڑھنا اور سمجھنا جائز ہے‘‘ پر لکھا ہے کہ

’’حائضہ عورت ......اپنے کپڑوں اور جسم کی صفائی کے ساتھ مسجد کے اندر منعقد ہونے والی لجنہ کی میٹنگز میں شامل ہوسکتی ہے۔‘‘

اس فقرہ کو بھی کالعدم سمجھا جائے کیونکہ ایسی حالت میں خواتین لجنہ کی میٹنگز میں شمولیت کیلئے یا کسی اور کام کیلئے مسجد میں نماز پڑھنے والی جگہ پر نہیں بیٹھ سکتی۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ روزنامہ الفضل کے آن لائن ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

---

## سانحہ ارتحال

نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ سینٹرل جرسی، امریکہ کے بڑے بھائی مکرم عبد الحلیم صاحب ولد مکرم کیپٹن ڈاکٹر عبد المغنی صاحب مرحوم آف (حلقہ صادق آباد) راولپنڈی مورخہ 12 جون 2020ء کو بعمر 68 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔اسی دن راولپنڈی میں تدفین عمل میں آئی۔

مکرم عبد الحلیم صاحب کی شادی مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ بنت مکرم میاں اللہ بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے 1983ء میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بچوں مکرم حماد غنی صاحب، مکرم جنید حلیم صاحب اور مکرمہ ملیحہ حلیم صاحبہ سے نوازا۔ آپ اپنی جماعت میں مختلف عہدوں پر جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ نمازوں کے پابند اور خلافت کے فدائی تھے۔ اپنی اولاد کی تربیت بھی احسن رنگ میں کی۔ تمام بچے جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم عبدالحلیم صاحب مکرم پروفیسر عبد الرشید غنی صاحب کے بھتیجے تھے ۔

اس سے قبل ان کے ایک بھائی مکرم عبد الشکور صاحب آف چکلالہ راولپنڈی، مورخہ 29دسمبر 2019ء کو اور مکرم عبدالحمید صاحب صدر جماعت ٹینچ بھاٹا راولپنڈی، مورخہ 14 جنوری 2020 کو یکے بعد دیگرے وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔اس طرح مکرم ڈاکٹر عبد الحفیظ صاحب کو 6 ماہ سے کم عرصہ میں تین بھائیوں کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے،مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنے قرب سے نوازے۔ نیز لواحقین کو صبر اور حوصلے کے ساتھ ان صدمات کو برداشت کرنے کی توفیق دی۔ آمین

(طاہر مہدی امتیاز احمد۔مربی سلسلہ لندن)

---

**حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

**جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِمعروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کونہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لاپرواہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔**

(کشتی نوح)

---

## سانحہ ارتحال

مکرم شاہد احمد چیمہ صاحب تحریر کرتے ہیں:

خاکسار کے والد محترم مبارک احمد چیمہ صاحب ابن مکرم چوہدری مشتاق احمد چیمہ صاحب دارالعلوم غربی ثناء ربوہ بعمر 60سال مورخہ 6مارچ 2020ء بروز جمعۃ المبارک کو ایک لمبی بیماری کی باعث بقضاء الٰہی وفات پاگئے ۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مورخہ 7مارچ کو بعداز نماز ظہر بیت مبارک ربوہ میں محترم ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نمازجنازہ پڑھائی۔آپکی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔ تدفین کے بعد محترم پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ نے دعا کروائی۔ والدصاحب کو15سال سے زائد حفاظت مرکز کے تحت ڈیوٹی کرنے کی توفیق ملی۔جس میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے ساتھ ڈیوٹی قابل ذکر ہے۔آپ نہایت خدمت گزار،،ملنسار اورخوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے،غریب پرور، مہمان نواز، مالی لین دین میں صاف اور جماعتی چندہ جات اول وقت میں ادا کرنے والے تھے۔ جب بھی تحریک جدید یا وقف جدید کے نئے سال کااعلان ہونے والا ہوتا، پہلے سے ہی حساب لگاتے اور حضور انور کے اعلان کے فورا بعد مکمل چندہ ادا کرتے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ اور والدہ کے علاوہ تین بیٹے مکرم راشد احمد چیمہ صاحب آف جرمنی، مکرم سیف الرحمن چیمہ صاحب آف یوکے اورخاکسار چھوڑے ہیں۔احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والدمحترم کے درجات بلند کرے،جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبرجمیل کی توفیق عطا کرے۔آمین

☆...☆...☆

## طلوع وغروب آفتاب

| 30جون 2020ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:14 | 19:07 |
| مدینہ منورہ | 04:05 | 19:15 |
| قادیان | 03:47 | 19:38 |
| ربوہ | 03:27 | 19:18 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 03:22 | 21:22 |